حافظ عبدالعلیم علوی بن شیخ التفسیر والحدیث
حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی،
مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

# کیا پہلے تشہد میں درود پڑھنا ضروری ہے؟

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی اشرف الرسل وخاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین امام بعد:

پہلے قومہ یعنی پہلے تشہد اور آخری تشہد میں فرق وامتیاز ہے یا دونوں کی کیفیت وصورت اور ادعیہ برابر ہیں۔ ہر مسئلہ میں افراط وتفریط سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک دونوں کے بعد (تشہد) درود اور ادعیہ میں فرق نہیں ہے۔ اور بعض کے برابر ایک فرق ہے۔ احناف کے دونوں تشہدوں میں افتراش ہے یعنی بائیں پاؤں پر بیٹھے گا۔ جیسا دو سجدوں کے درمیان بیٹھا جاتا ہے۔ مالکیہ کے نزدیک دونوں جگہ تورک ہے۔ یعنی بائیں سرین پر بیٹھے اور بایاں پاؤں دائیں طرف نکال لے گا اور حنابلہ اور شوافع کے نزدیک آخری تشہد میں تورک ہے (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/۸۵۳)

کلمات کے اعتبار سے جمہور کے نزدیک

لا تستحب الزيادة على هذا التشهد، ولا تطويل و قال الحنابله ايضا اذا ادارك المسبوق بعض الصلاة مع الامام لم يزد على تشهد الاول بل يكراه مرة حتى يسلم الامام، الفقه الاسلامی وادلته، طبع رابعه دكتور اللیه الزحیلی،

جمہور کے نزدیک پہلے تشہد سے میں تشہد پر اضافہ یا اسکو لمبا کرنا مستحب نہیں ہے۔ اور حنابلہ کے نزدیک مزید برآں اگر مقتدی بعد میں ملے اور نماز کے کچھ حصہ میں شریک ہو تو وہ تشہد سے زائد نہیں پڑھے گا۔ امام کے سلام پھیرنے تک اسے ہی دہراتے رہے گا۔ اور شوافع کے نزدیک ان الفاظ کا اضافہ کرنا: اللهم صل على محمد عبدك ورسولک النبی الامی سنت ہے۔ (الفقہ الاسلامی: ۲/۹۰۰)

احناف اور مالکیہ کے نزدیک آخری تشہد میں آپ پر اور آپ کی آل پر درود بھیجنا سنت ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک آپ پر درود بھیجنا واجب وفرض ہے۔ لیکن آپ کی آل پر درود بھیجنا شافعیہ کے نزدیک سنت ہے اور حنابلہ کے نزدیک واجب ہے۔ (الفقہ الاسلامی ۲/۹۰۶، گویا ائمہ اربعہ میں کسی ایک امام کے نزدیک بھی تشہد اول میں درود پڑھنا لازم نہیں ہے۔

کویت سے شائع ہونے والے الموسوعۃ الفقھیہ (ج۱۲/ ۳۹) پر لکھتے ہیں:

یری جمهور الفقهاء ان المصلی لو یزید علی تشهد فی القعده الاولی بالصلاۃ علی النبی ﷺ بهذا قال النخعی والثوری واسحاق

جمہور فقہاء کے نزدیک نمازی پہلے تشہد میں تشہد کے ساتھ آپ ﷺ پر درود کا اضافہ نہیں کرے گا۔

نخعی، ثوری اور اسحاق کا بھی یہی موقف ہے۔ اور شوافع کے نزدیک درود پڑھنا مستحب ہے۔ امام شوکانی نے جمہور کا موقف یہی بیان کیا ہے۔ بلکہ امام طربی اولمن ورکایہ دعوی نقل کیا ہے۔ اجمع المتقدمون والمتاخرون علی عدم الوجوب نیل الاوطار ۱/۳۲۱) متقدمین اور متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ درود نماز میں فرض نہیں ہے۔ اور امام شوکانی فریقین کے دلائل نقل کرنے کے بعد اپنا موقف لکھتے ہیں۔ الحاصل لم یثبت عندی من الادلة ......... علی مطلوب القائلین بالوجوب (۳/۳۲۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے نزدیک ادلہ سے وجوب کے قائلین کا مقصود ومطلوب ثابت نہیں ہوتا۔ جمہور کے موقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے میرے محترم بھائی حافظ عبدالعلیم علوی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ چونکہ وہ اس میدان میں نو وارد ہیں اس لئے انہوں نے اپنے موضوع کو علمی اور تدریسی انداز میں بیان کیا گویا کہ انکے سامنے اہل علم حضرات کی کلاس بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ انداز صرف اہل علم یا بڑی جماعتوں کے طلبہ ہی کیلئے مفید ہے۔ عام قاری اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اس لئے میں نے ان کی خواہش پر ان کی دلجوئی کی خاطر اس موضوع کو سوال وجواب کی بجائے ایک مضمون کی صورت میں (ترمیم وتنسیخ کرتے ہوئے) بیان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزم کے علم وفضل میں اضافہ فرمائے اور دنیوی واخروی حسنات سے نوازے اور ہمیں افراط وتفریط سے بچائے۔ آمین

**حافظ عبدالعزیز علوی**
**صدر مدرس و شیخ الحدیث**
**جامعہ سلفیہ فیصل آباد**

آج کل پہلے تشہد میں درود پڑھنے کے مسئلہ کو بہت الجھایا جا رہا ہے اور اس کو ایک اختلافی مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ آج کل جمہور ائمہ کے موقف کے مطابق لوگ (اگر نماز میں دو تشہد ہوں تو) پہلے تشہد میں صرف تشہد پر اکتفا کرتے ہیں اس کے ساتھ درود اور دعا کا التزام نہیں کرتے۔ اور دلیل کی رو سے جمہور کا موقف ہی راجح ہے۔ امام ترمذیؒ نے باب قائم کیا ہے۔ باب ما جاء فی مقدار القعود فی الرکعتین الاولیین۔ پہلی دو رکعتوں میں بیٹھنے کی مقدار اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابو عبیدہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے۔ کان رسول اللہ ﷺ اذا جلس فی الرکعتین الاولیین کانه علی رضف۔

رسول اللہ ﷺ جب پہلی دو رکعتوں پر بیٹھتے گویا وہ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں یعنی جلد ہی اٹھ بیٹھتے۔ امام صاحب فرماتے ہیں یہ حدیث (دوسرے شواہد کی بناء پر) حسن ہے۔ اگرچہ ابو عبیدہ کا اپنے باپ سے سماع حاصل نہیں۔

آگے فرماتے ہیں والعمل علی هذا عند اهل العلم یختارون ان لا یطیل الرجل القعود فی الرکعتین الاولیین ولا یزید علی التشهد شیئا فی الرکعتین الاولیین اقاموا ان زاد علی التشهد فعلیه سجدتا السهو هکذا روی عن الشعبی وغیره (جامع الترمذی، دار السلام ۹۹)

اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ ان کے نزدیک مختار موقف یہ ہے کہ انسان پہلی دو رکعتوں کے بعد زیادہ دیر نہ بیٹھے اور ان رکعتوں میں تشہد سے زائد کچھ نہ پڑھے اگر تشہد سے زائد پڑھے گا تو شعبی وغیرہ کے نزدیک اسے دو سجدہ سہو کرنے ہوں گے۔ اس طرح امام ترمذی نے کوئی دوسرا موقف نقل نہیں کیا اور اسے کوئی اہمیت ہی نہیں دی۔

امام ابو داؤد باب تخفیف القعود، تھوڑا بیٹھنا، اس کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعود کے بیٹے ابو عبیدہ کی حدیث نقل کرتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ پہلی دو رکعتوں میں ایسے بیٹھتے گویا کہ وہ گرم پتھر پر ہیں۔ حتیٰ کہ اٹھ کھڑے ہوتے۔ سنن ابی داؤد۔ ص۱۵۱۔

اس حدیث پر کوئی جرح نہیں کرتے، سنن ابی داؤد کے شارح المنهل العذب المورود کے مصنف لکھتے ہیں پہلے امام ترمذی کا قول نقل کرتے ہیں پھر لکھتے ہیں:

والی تخفیف القعود ذهبت المالکیه والحنفیة والحنابله واسحاق وثوری قالوا لا یزید علی التشهد شیئا من الدعاء والصلاة علی النبی ﷺ ج۱ ص۱۰۹)

پہلے قعود کی تخفیف کے قائل ہیں۔ مالکی، حنفی، حنبلی، اسحاق ثوری وہ کہتے ہیں تشہد کے بعد دعا یا درود میں سے کچھ نہ پڑھے۔

بقول امام ابن قدامہ امام احمد کے نزدیک اگر مقتدی، امام کے ساتھ آخری تشہد میں شریک ہوتا ہے تو وہ درود یا کوئی دعا نہ پڑھے، کیونکہ درود اور دعا اس تشہد میں ہے۔ جس کے بعد سلام پھیرنا ہوتا ہے۔ المغنی لابن قدامہ تحقیق ڈاکٹر عبداللہ الترکی اور ڈاکٹر عبدالفتاح علامہ احمد عبدالرحمن الفتح الربانی ج۴ باب ماورد فی الفاظه یعنی تشہد کے الفاظ کے تحت سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث نقل کرتے ہیں جو اس مسئلہ میں صریح نص ہے کہ پہلے تشہد میں صرف تشہد پڑھنا۔ گا یہ حدیث ہم آگے نقل کریں گے۔ اس کے بعد مختلف احادیث نقل کرتے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور ابو موسیٰ اشعری سے صرف تشہد کے کلمات بیان کرتے ہیں۔ دوسرے باب میں تشہد میں بیٹھنے کی ہیئت و کیفیت پہلے مختلف احادیث نقل کرتے ہیں اور آخر میں حضرت ابو عبیدہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ اور فتح الربانی کی شرح بلوغ الامانی ج۴ ص۱۹ میں امام ترمذی کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ احناف، موالک، اسحاق نخعی اور ثوری کا موقف یہ ہے کہ پہلا قعود ہلکا ہو اس میں تشہد کے بعد دعا اور نبی اکرم ﷺ پر درود کا اضافہ نہ کرے۔ حنفیہ کے نزدیک اگر تشہد سے کچھ زائد چیز پڑھے گا تو اسے سجدہ سہو کرنا

ہوگا۔ اور شوافع کے نزدیک تشہد کے بعد صرف نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے آپ کی آل پر نہیں اور نہ ہی دعا پڑھے۔ مولانا عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ الظاہر ان لا یزید علی التشہد شیئا لکن لوزاد لا یجب علیہ سجدتا السھو مرعاۃ المفاتیح طبع جامعہ سلفیہ بنارس ج ۳ ص ۲۴۲

ظاہر یہی ہے کہ تشہد سے زائد کچھ نہ پڑھے لیکن اگر پڑھ لے تو سجدہ سہو نہیں پڑیں گے۔

حافظ ابن حجر تلخیص الحبیر ج ا ص ۱۰۱ پر لکھتے ہیں کان ابو بکر اذا جلس فی الرکعتین کانہ علی الرضف اسنادہ صحیح و عن ابن عمر نحوہ،

ابو بکر جب دوسری رکعت بیٹھتے تو گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے اور ابن عمر کا طرز عمل بھی یہی تھا اور ابن مسعود کے فعل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ انہوں نے اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ تک تشہد پڑھا۔ اس کے بعد کہا

فاذا قضیت ھذا او قال اذا فعلت ھذا فقد قضیت صلوتک ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد ناقعد۔ فتح الربانی ج ۲ ص ۴۔

جب تم نے یہ عمل کر لیا یا کلمات کہہ لئے تو نماز پوری ہوگئی۔ اب تیری مرضی ہے کھڑا ہو جایا بیٹھا رہے۔ اور جامع الترمذی ۷۸ میں عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں۔ علمنا رسول اللہ ﷺ از اتقعدنا فی الرکعتین ان نقول التحیات للہ ۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا جب ہم دوسری رکعت پر بیٹھیں تو یہ کلمات کہیں اور صرف تشہد کے کلمات بیان کئے۔ انہیں شواہد کی بناء پر امام ترمذی نے ابو عبید کی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

اس طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت فاذا قضیت ھذا یا قلت ھذا سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ تشہد کافی ہے اگر چہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یہ جملہ حضور اکرم ﷺ کا ہے یا حضرت عبد اللہ بن مسعود کا احناف کا پور از ور اس کے رسول اللہ ﷺ کے کلام دینے پر ہوتا ہے کہ شوافع کا حضرت عبد اللہ بن مسعود کا کلام قرار دینے پر جیسا کہ تفصیلا شرح الامانی ج ۴ ص ۲ پر بیان کیا گیا ہے۔ ابو عبیدہ کے سماع کے بارے میں اختلاف ہے علامہ عینی نے دلائل سے ان کا سماع ثابت کیا ہے اور خود امام بخاری اور امام مسلم نے ابو عبیدہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ مولانا ڈیانوی لکھتے ہیں: قد احتج البخاری و مسلم بحدیثہ فی صحیحیھا عون المعبود ج ا ﷺ ۳۷۷

عدم سماع کے باوجود امام بخاری اور مسلم نے اس حدیث سے صحیحین میں احتجاج و استدلال کیا ہے اور عبد اللہ بن مسعود کی تیسری حدیث

علمنا رسول اللہ ﷺ اذا قعدنا فی الرکعتین ان نقول التحیات للہ ۔

یہ صحیح حدیث صراحۃ اس کی تائید کرتی ہے کہ پہلے تشہد میں صرف التحیات سے اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ تک کے الفاظ پڑھے جائیں گے۔ اس سے زائد الفاظ حضرت ابن مسعود کی کسی روایت میں موجود نہیں ہیں۔ اگر اس سے زائدہ الفاظ ہوتے تو وہ ان کے بیان کو نظر انداز نہ کرتے۔ جب اس سے زائد سے خاموشی اختیار کی ہے تو یہ اس بات کی صریح دلیل ہے پہلے تشہد میں اس سے زائد الفاظ نہیں ہیں۔ جیسا کہ جمہور ائمہ کا موقف ہے۔ اور امام شافعی بھی پورے درود کے قائل نہیں ہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کی نماز پڑھنے طریقہ بیان کرتے ہیں۔ سجدہ کا طریقہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

فاذا کان عند التعدہ فلیکن من اول قولکم احدکم ان یقول التحیات الطیبات الصلوٰت للہ ، السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ (سنن ابی

داؤد ص۱۲۸، فتح الربانی، ج۴ص۹، صحیح مسلم ۱۷۲)

ظاہر ہے نماز کے بیان کے سلسلہ میں سجدہ کے بعد جس قعود کا تذکرہ ہے وہ پہلا قعدہ ہے۔ اور یہاں بھی آپ نے صرف تشہد کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اگر کوئی چیز پر بھی ہوتی تو اس کا تذکرہ فرماتے کیونکہ یہ مسلم قاعدہ ہے تاخیر البیان عن وقت الحاجة لا یجوز ضرورت کے وقت سے کسی وضاحت و بیان کو مؤخر کرنا درست نہیں ہے۔ فیصلہ کن روایت حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ روایت ہے جس پر امام الائمہ ابن خزیمہؒ نے باب قائم کیا ہے۔ باب الاقتصار فی الجلیسة الاولی علی التشهد و ترك الدعاء بعد التشهد الاول

پہلے جلسہ (تشہد) میں تشہد پر کفایت کرنا اور پہلے تشہد کے بعد دعا نہ کرنا۔ (صحیح ابن خزیمہ ج۱ص۳۵۰) فتح الربانی کے مصنف سند میں اختصار کر کے اس روایت کو یوں بیان کرتے ہیں

عن عبدالرحمن بن الاسود بن یزید النخعی عن ابیه عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال علمنی رسول الله ﷺ التشهد فی وسط الصلاة فی آخرها قلنا نحفظ عن عبدالله حین اخبرنا ان رسول الله ﷺ علمه ایاه فکان یقول اذا جلس فی وسط الصلاة فی آخرها علی ورکه الیسری التحیات لله والصلوٰت والطیبات السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین ۔ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله قال ثم ان کان فی وسط الصلاة ...... حین یفرغ من تشهده وان کان فی آخرها دعا بعد التشهد بما شاء الله ان یدعو ثم یسلم فتح الربانی ج۴ص۲،۳۔ المسند امام احمد تحقیق علامه احمد شاکر، ج۶ص۱۲۸، حدیث ۴۳۸۲۔

علامہ احمد شاکر لکھتے ہیں، اسنادہ صحیح، سند صحیح ہے۔

اسود بن یزید نخعی حضرت عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نماز کا درمیانی تشہد اور آخری تشہد سکھایا، چونکہ ہمیں عبداللہ بن مسعود نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے۔ اس لئے ہم اس کو یاد کرتے ہیں۔ جب آپ نماز کے درمیان میں بیٹھتے اور آخر میں اپنی بائیں سرین پر بیٹھتے فرماتے التحیات لله ۔ اشهد ان محمدا عبده ورسوله۔ تک اگر نماز کے درمیان کی صورت ہوتی تو تشہد پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور اگر نماز کے آخر میں ہوتے تو تشہد کے بعد دعا کرتے جو اللہ کو منظور ہوتی پھر سلام پھیر دیتے۔

اس روایت میں واضح طور پر حضرت عبداللہ بن مسعود بیان فرماتے ہیں۔ کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے نماز کا درمیانی تشہد اور آخری تشہد سکھایا۔ ان کے شاگردوں نے اس بناء پر اسے یاد کیا۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے آپ کے دونوں تشہدوں کی تفصیل بیان کردی۔ اب یہ بات واضح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہی دونوں تشہد بیان کئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سکھائے تھے۔ اسی لئے تو انہیں پورے اہتمام سے یاد کرتے ابن خزیمہ کی روایت کے مطابق جیسے قرآنی حروف کو یاد کیا جاتا ہے۔ اس اہتمام کا سبب ہے

اخبرنا ان رسول الله ﷺ علمه ایاه اس نے ہمیں بتایا کہ اسے یہ تشہد رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے۔ اب اس روایت کو موقوف قرار دینا محض ضد اور ہٹ دھرمی نہیں ہے تو کیا ہے؟ اس طرح صحابی کے تذکرے کے باوجود اس کو مرسل قرار دینا میں نہ مانوں کا شاخسانہ ہی ہے۔ اور اس کو بلا دلیل و حجت منسوخ قرار دینا تو ہٹ دھرمی کی انتہاء ہے اور اپنی بات کی حمایت میں ایسی تاویلات کرنا جن کیلئے کوئی قرینہ موجود نہ ہو اہلحدیث کا شیوا نہیں ہے۔ یہ تو مقلدین کا کام ہے۔ کہ امام کے قول کی حمایت میں قرآن و حدیث کی ایسی تاویلات کرتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اور عجیب بات ہے اس صریح حدیث میں درود

شریف کا تذکرہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے امام بخاری نے تشہد کے سلسلہ میں پانچ باب قائم کئے ہیں لیکن کسی تشہد میں درود کا تذکرہ نہیں کیا اور تشہد کے بعد دعاء کے بارے میں بھی فرماتے ہیں۔ باب ما یتخیر من الدعا بعد التشہد ولیس لواجب

تشہد کے بعد دعاء کا انتخاب کر سکتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے۔ صحیح البخاری ص۱۳۵۔ امام مسلم نے نماز کے سلسلہ میں درود کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان روایات میں محل اور جگہ کا تذکرہ نہیں ہے کہ کس جگہ پڑھا جائے اور امام نووی نے باب باندھا ہے۔ باب الصلاۃ علی النبی بعد التشہد، حالانکہ باب کے تحت جو احادیث بیان کی گئی ہیں ان میں صراحۃ نماز کا ذکر ہی نہیں ہے۔

ان روایات کے مقابلہ میں درود کے اثبات کیلئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت پیش کی جاتی ہے جس میں بلا قید تشہد کے کلمات سکھانے کے بعد آپ نے فرمایا ہے: ثم لیتخر من الدعا اعجبه صحیح البخاری ص۱۳۵، امام بخاری نے اس پر باب قائم کیا ہے۔

باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد ولیس بواجب، تشہد کے بعد دعاء کا انتخاب کرنا اور یہ لازم نہیں ہے۔ اور مسند احمد میں ہے ثم یتخیر بعد من الدعا ماشاء او ما احب المسند امام احمد ج۲ حدیث ۳۹۱۹، ج۲ ص۶۳، ۷۹، ۹۷)

اور امام الائمہ ابن خزیمہ نے اس پر باب قائم کیا ہے۔ باب التشہد فی الرکعتین وفی البحث الآخر، تشہد دو رکعتوں پر اور آخری جلسہ میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قعدہ میں دعاء ہے لیکن کسی حدیث میں ددرود کا تذکرہ نہیں ہے۔ کیونکہ الفتح الربانی ج۴ص۵ میں اذا قعد تم فی کل الرکعتین ہے۔ جب تم ہر دو رکعت پر بیٹھو اور اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ لیکن اگر اس روایت کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تفصیلی روایت کی روشنی میں دیکھا جائے جو فتح الربانی، ج۴ص۲ پر ہے اور جس کو ہم اوپر درج کر چکے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔ تشہد تو مہ دونوں جگہ ایک ہی ہے لیکن دعا دوسرے تشہد میں ہے وگرنہ دونوں روایتوں میں تضاد پیدا ہوگا اس لئے تطبیق کی صورت یہی ہے کہ دعا دوسرے تشہد میں ہو اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے

اذا فرغ احدکم من التشہد الآخر فلیتعوذ باللہ من اربع

آخری تشہد سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں سے پناہ مانگے۔ صحیح مسلم ص۲۳۸۔

اس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی اکرم ﷺ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

میں جب بیٹھا تو میں نے اللہ کی تعریف کی، پھر نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا پھر میں نے اپنے لئے دعا کی تو آپ نے فرمایا: مانگو تم کو عطا کیا جائے گا، مانگو تمہیں ملے گا۔

اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: اذا اصلی احدکم فلیبدأ التحمید اللہ واثناء علیه ثم لیصل علی النبی ﷺ ثم لیدع بعد ماشاء۔ امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ظاہر ہے ان دونوں روایتوں میں اجمال ہے تو جب دوسرے تشہد میں درود پڑھ لیا اور دعا مانگ لی تو اس پر عمل ہو گیا حضرت عبداللہ بن مسعود کی تفصیلی روایات کی روشنی میں اس کا مفہوم بھی یہی ہوگا وگرنہ ان کے اپنے عمل اور آپ کی تعلیم میں تضاد ہوگا۔ اور آخری دلیل تو وتروں کی صورت میں آٹھویں وتر پر بیٹھنے کا طریقہ ہے۔ ظاہر ہے فرض نماز اور دونوں وتروں کے پڑھنے کی صورت وشکل الگ الگ فرض نماز میں تو دوسری رکعت پر تشہد ہے اور نویں وتروں میں آٹھویں وتر پر جا کر بیٹھنا ہے۔ اس لئے یہ قیاس مع الفارق ہے۔ مزید برآں حضرت عبداللہ بن مسعود کی تفصیلی روایت میں دونوں تشہدوں کا طریقہ بتا دیا گیا ہے۔ اس لئے خاص روایت کی موجودگی میں قیاس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔